سیرت النبیؐ کا جغرافیائی پس منظر

★ ——— ملک محمد فیروز فاروقی

سعودی عرب :- براعظم ایشیا کا ایک جزیرہ نما ہے۔ اس کی طول بلد کی وسعت ۳۵ درجے سے ۶۰ درجے شرقی اور عرض بلد کی وسعت تقریباً ۱۸ درجے شمالی سے ۲۸ درجے شمالی تک ہے۔ اس بڑے جزیرہ نما کو تین اطراف سے بحرِ ہند کے تین سمندری حصوں نے گھیرا ہوا ہے۔ یعنی مشرق کی طرف خلیج فارس (جو ایران اور سعودی عرب کو علیحدہ کرتی ہے۔ اسی خلیج میں مشرق وسطیٰ کے دو بڑے دریا۔ دجلہ و فرات گرتے ہیں)، جنوب میں خلیج عدن اور بحیرۂ عرب اور مغرب میں بحیرۂ احمر واقع ہے۔ شمالی حد عراق (قدیم نام بابل) اور اُردن سے ملتی ہے۔ شمال مغرب میں خلیج عقبہ واقع ہے جو بحیرہ احمر (قلزم) کا ایک حصہ ہے اور صحرائے سینا کو حجاز (سعودی عرب) سے الگ کرتی ہے۔ بنیادی طور پر سیرت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اسی جزیرہ نما عرب (سعودی عرب) اس کے مختلف اندرونی حصوں اور گرد و نواح کے علاقوں سے ہے۔ اور یہیں وہ مقامات واقع ہیں جو سیرت کا جغرافیائی پس منظر پیش کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے رسول کریمؐ کی دعوت دین کے تذکرہ میں جابجا ان مقامات کا ذکر کیا ہے۔

حجاز :- بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ نشیبی علاقے کی ایک طویل پٹی سی چلی جاتی ہے۔ اس نشیبی علاقے اور نجد کی بلند سرزمین کے درمیان ایک پہاڑی سلسلہ موجود ہے جو جبل السّراۃ کہلاتا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ ایک ایسی طبعی رکاوٹ ہے جو نجد اور تہامہ کے علاقوں کو جدا کرتی ہے۔ اسی رکاوٹ کے باعث جبل السّراۃ کے مشرقی علاقہ کو الحجاز (بمعنی رکاوٹ) کا نام دیا گیا ہے۔ اس علاقہ میں مکہ، مدینہ، طائف، خیبر، اور تبوک وغیرہ مقامات واقع ہیں۔ رسول کریمؐ کے زمانہ (۵۷۱ء - ۶۳۲ء) میں مکہ اور مدینہ کو ملانے کے لئے جو دو راستے تھے، ان میں سے ایک راستہ وادی فاطمہ (مرّ الظہران) سے گذر کر عسفان، الرجیع، وادی خلیص القضیمہ، مستورہ اور ذوالحلیفہ سے ہوتا ہوا مدینہ جاتا تھا جبکہ دوسرا راستہ حدیبیہ کی طرف سے گذر کر جدّہ سے ہوتا ہوا القضیمہ کے مقام پر اول الذکر راستہ سے مل جاتا تھا۔ یہی راستہ رسول کریمؐ کے عہدِ مقدس میں حجاز، یمن اور حضر موت کو صحرائے سینا اور

شام و فلسطین سے ملاتا تھا۔ اسی راستہ کو قرآن کریم میں اما مٌ مّبین (کھلا راستہ یا شاہراہ اعظم) کہا گیا ہے۔ یہ راستہ حجاز، یمن اور شام کے تجارتی قافلوں کے لئے تجارتی شاہراہ کا کام دیتا تھا اور اس پر بہت سے اہم مقامات واقع ہیں جن کو انبیاء کرام کی زندگیوں میں نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔

مکہ معظمہ:۔ جزیرہ نمائے عرب کا یہ مرکزی مقام بحیرۂ احمر (قلزم) کے مشرق میں طول بلد ۴۰ درجے مشرقی اور عرض بلد ½۲۱ درجے شمالی پر سطح سمندر سے اوسطاً گیارہ سو فٹ کی بلندی پر جدہ سے ۴۵ میل مغرب میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں جبل عمر جنوب میں جبل ابو حدیدہ، جبل کداء (کدی) جبل ابو قبیس، مشرق میں جبل خندمہ اور شمال میں جبل قیعقان اور جبل لعلع واقع ہیں۔ ارضیاتی طور پر یہ علاقہ سخت آتشی مادہ سے بنا ہوا ہے۔ اور ناقابل زراعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کے لئے "غیر ذی زرع" کے الفاظ استعمال کئے ہیں[1]۔ اس شہر کو بائبل میں فاران[2] اور قرآن کریم میں بکہ کہا گیا ہے[3]۔ اسی شہر میں حضور سرکار دو عالم ؐ ۹ ربیع الاول[4] بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ اس وقت خاندان بنی ہاشم کی آبادی جبل ابی قبیس (مکہ کے جنوب میں) کے علاقہ میں (مکہ سے) منٰی کو جانے والی سڑک پر واقع تھی۔ مقامی روایات کے مطابق اس سڑک پر عبداللہ بن عبدالمطلب کا مکان واقع تھا جہاں آنحضرت ؐ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آج کل سعودی حکومت نے اس جگہ ایک خوبصورت عمارت تعمیر کر کے ایک مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔

مضافات مکہ:۔ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ۷۵ میل کا فاصلہ ہے۔ (یہ فاصلہ اب نئی سڑک بن جانے کے باعث خاصا کم ہو گیا ہے) اس علاقہ میں عرب کے چار قدیم قبیلے شروع سے آباد ہیں۔ یعنی بنو ہذیل، بنو ثقیف (طائف کے قدیم حکمران) بنو فہم اور بنو سعد بن بکر۔ ان میں سے آخر الذکر قبیلے کو رسول کریم ؐ کے وقت میں بنو ہوازن بھی کہا جاتا تھا۔ حضور ؐ بچپن میں عرب کے قدیم دستور کے تحت اسی قبیلے کی ایک عورت حلیمہ سعدیہ کے ہاں رہے۔ پھر چھ برس کی عمر میں گاؤں سے مکہ واپس

۱؎ القرآن الکریم - ابراہیم - ۳۷ -

۲؎ کتاب پیدائش ۔ "اسماعیل فاران کے بیابان میں رہا"۔

۳؎ آل عمران - ۹۶ -

۴؎ رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری ج ۱ ص ۴۰/ سیرت النبیؐ اور ابن ہشام وغیرہ -

آئے اور اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ تشریف لے گئے۔ اس سفر میں آپؐ ایک ماہ تک خاندان نجار کے علاقہ میں مقیم رہے اور پھر والدہ کے ہمراہ عازم مکہ ہوئے۔ واپسی پر ابواء کے مقام پر آپ کی والدہ بیمار ہوئیں اور فوت ہوگئیں۔ یہ مقام مکہ سے مدینہ جانے والے ساحلی راستہ پر الجحفہ سے ۲۳ میل کے فاصلے پر رابغ کے شمال میں واقع ہے۔ اسے ودّان بھی کہا جاتا ہے۔ رسول کریمؐ کے عہد میں یہاں ایک گاؤں آباد تھا مگر اب یہ جگہ بالکل بے آباد اور ویران ہے۔ مقامی لوگ اسے الخُریبیہ کہتے ہیں۔ روایات میں ہے کہ ہجرت کے بعد ایک دفعہ منازل بنو عدی سے آپؐ کا گذر ہوا تو فرمایا کہ مدینہ سے واپس جاتے ہوئے میری والدہ اسی آبادی کے ایک مکان میں ٹھہری تھیں اور یہیں وہ تالاب واقع تھا جہاں میں نے تیرنا سیکھا تھا اور یہیں ایک میدان میں، اپنی رضاعی بہن انیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا[1] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات آپ کی والدہ کے بیمار ہونے اور انتقال کرجانے سے قبل کے ہیں یعنی مدینہ اور رابغ کے درمیان بنی عدی کی آبادی تھی جس میں آپ کی والدہ نے قیام کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کا تعلق اسی بنی عدی کے خاندان سے ہے معلوم ہوتا ہے اسی خاندان کی ایک شاخ رابغ اور مدینہ کے درمیان میں رہتی تھی، اور رسول کریمؐ کی والدہ، بنی عدی سے رشتہ داری کے سبب ان کے ہاں قیام پذیر ہوئی تھیں۔

والدہ کی وفات کے بعد آپ کی دایہ اُمّ ایمن آپ کو مکہ لائیں جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں۔ آپ جبل ابی قبیس کے علاقہ میں اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہتے تھے۔ عمر آٹھ برس کی تھی کہ عبدالمطلب فوت ہوگئے اور کفالت آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لی۔[2] آپؐ دس برس کی عمر کو پہنچے تو قراریط میں بکریاں چرانے لگے۔ قراریط، مکہ کے قریب کوہ اجیاد کے پاس ایک مقام ہے[3] ایک دفعہ آپ چند صحابہ کے ساتھ یہاں سے گذرے تو صحابہ نے جھڑبیریاں توڑیں

۱۔ طبقات ابن سعد۔ جلد اول ص۷۳

۲۔ بلاذری، انساب الاشراف جلد ۱۔ ص۸۵۔ دحلان، السیرۃ المحمدیہ والآثار النبویہ ص۱۳۰

۳۔ ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ جلد اوّل
بدر الدین عینی، شرح صحیح بخاری۔ جلد ۶۔ ص۱۶۳۔ مصر
شبلی نعمانی، سیرت النبی۔ جلد اوّل ص۱۶۶۔

آپ نے فرمایا کہ یہ جھڑ بیریاں جب خوب سیاہ ہو جاتی ہیں تو زیادہ مزہ دیتی ہیں۔ یہ میرا اس زمانہ کا تجربہ ہے جب میں یہاں بکریاں چرایا کرتا تھا [1]

مضافات شام :- روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ بارہ برس کی عمر میں ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پہ گئے۔ اور بصریٰ کے مقام پر ایک عیسائی راہب سے ملاقات ہوئی۔ یہ شہر جنوبی شام کے صوبہ حوران کے زرخیز میدانی علاقے نقرہ میں ۳۲ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد شمالی اور ۳۶ درجہ ۲۸ دقیقہ طول بلد مشرقی پہ اُردن کی موجودہ سرحد سے ۹ امیل شمال کی جانب اس سڑک پہ واقع ہے جو مغرب میں واقع دَرعَہ کو سَلْخَہ سے ملاتی ہے یہی شہر حضرت ایوب کا مسکن اور مقام کار رہا ہے۔ ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پہ جانے کی یہ روایات بعض محققین کے ہاں محل نظر ہیں۔ البتہ زبیر بن عبدالمطلب اور ابوطالب بن عبدالمطلب کے ہمراہ یمن جانے کا واقعہ تاریخی طور پہ ثابت ہے۔

حرب فجار اور حلف الفضول :- رسول کریمؐ جوان ہوئے تو دیگر افرادِ خاندان کے ہمراہ حرب فجار میں شرکت کی لیکن لڑائی سے الگ رہے۔ عرب کی یہ قبائلی جنگ مکہ کے قریب نخلہ کی وادی میں لڑی گئی تھی اور اس میں قریش اور قیس کے قبیلوں نے حصہ لیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ان متحارب فریقوں کے مابین معاہدہ۔ حلف الفضول طے پایا تو آپ اس میں شرکت کے لئے عبداللہ بن جدعان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ برس کی تھی۔

کسب معاش کی خاطر آپؐ بچپن میں زبیر بن عبدالمطلب اور ابوطالب کے ہمراہ تجارتی سفر پر تشریف لے جاتے رہے۔ اس مقصد کے لئے آپ یمن، بحرین اور شام کے علاوہ حباشہ کی منڈی میں بھی تشریف لے گئے۔ جزیرہ نمائے عرب کے انتہائی جنوب مغرب میں یمن کا علاقہ ہے جس کا موجودہ صدر مقام صنعاء ہے۔ تاریخ ارض القرآن کے سلسلہ میں اس علاقہ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ علاقہ حجاز کے جنوب اور عمان و بحرین کے مغرب میں واقع ہے۔ اسی علاقہ میں عاد، سبا اور حمیر کی عظیم الشان حکومتیں قائم تھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ یمن کے ایک صوبہ کا نام جرش تھا۔ اس میں رسول کریمؐ دو بار تشریف لے گئے تھے۔ یہ صوبہ آپؐ کے زمانہ میں منجنیق اور دبابہ سازی کی

---

[1] - طبقات ابن سعد، جلد اول ص ۸۰ -

صنعت میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ آپؐ نے بعض صحابہ کرامؓ کو اس صنعت کی تربیت حاصل کرنے کے لیے جُرش بھیجا تھا۔ خالد بن سعید بن العاص اپنے ساتھ ایک دبابہ لائے تھے جسے محاصرۂ طائف میں استعمال کیا گیا تھا[۱] رسول کریمؐ تجارت کی غرض سے بحرین بھی گئے۔ نبوت کے اعلان کے بعد جب اس علاقہ سے عبد القیس کا وفد آیا تو آپؐ نے بحرین کے ایک ایک مقام کا نام لے کر ان کا حال پوچھا۔ لوگوں نے تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے ملک کی خوب سیر کی ہے۔[۲]

غارِ حرا:۔ یہ مشہور و معروف غار جبل حراء (جدید نام جبل نُور) میں جبل ثبیر کے بالمقابل مکہؔ سے منیٰ جانے والی سڑک پر حرم سے اڑھائی تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سطح زمین سے اس کی اونچائی دو ہزار فٹ کے قریب ہے۔ آپؐ جب تجارت سے فارغ ہو کر مکہ میں موجود ہوتے تو کھانے پینے کا معمولی سامان ساتھ لے کر اس غار میں چلے جاتے اور انسانی زندگی کے مسائل پر غور کرتے۔ دنیا سے بے خبر ہو کر خالقِ کائنات کے عمل تخلیق پر سوچتے تھے"۔ آپ سوچتے کہ میں کیا ہوں؟ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا شے ہے؟ میں کن چیزوں میں اعتقاد کروں؟ کیا کوہ حرا کی چٹانیں، کوہ طور کی سر بفلک چوٹیاں کھنڈر اور میدان؟ کسی نے ان سوالوں کا جواب نہیں دیا"۔[۳]

عمر کے چالیسویں برس اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلی بار وحی سے سرفراز کیا اور اپنے بندوں کے لئے رسالت کے منصب پر فائز کیا۔ ان سب واقعات کا تعلق حجاز کے مرکزی مقام مکہ معظمہ اور اس کے گرد و نواح سے ہے۔ جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا تو آپ نے مکہ کے باشندوں کو کوہ صفا کے قریب جمع ہونے کی دعوت دی۔ یہ پہاڑ مکہ معظّمہ کے جنوب اور جبل عرفات کے مغرب میں مکہؔ سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہے۔ اسی پہاڑ پر آپ نے سرزمین عرب میں سینکڑوں برسوں کی خاموشی کے بعد لا الٰہ الا اللہ کا اعلان کیا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر آپ اسی پہاڑی کے

۱۔ بلاذری، انساب الاشراف جلد اول ص ۳۶۶

اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (جامعہ پنجاب لاہور) جلد ۶۔ ص ۱۶۵۔

۲۔ احمد بن حنبل، مسند، ص ۲۰۶

۳۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد اول ص ۱۸۰ بحوالہ کارلائل ہیروز

دامن میں تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔

دار ارقم بن ابی ارقم:- حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ اولین صحابہ میں سے تھے۔ ان کا مکان کوہ صفا کے قریب واقع تھا۔ تبلیغ اسلام کے اوّلین ایام میں آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ اسی مکان میں ذکر و فکر کے لئے جمع ہوتے تھے۔ مقامی روایات کے مطابق یہ جگہ مکہ سے منیٰ کو جانے والی سڑک پر حرم کی مشرقی جانب واقع تھی۔ اب یہ نئی تعمیرات کی زد میں آگئی ہے۔ عام روایات میں بیان ہوا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اسی مکان میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن اصول درایت کے مطابق یہ صحیح معلوم نہیں ہوتیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کا تعلق بیت اللہ سے ہے دار ارقم بن ابی ارقم سے نہیں۔ ؎

شعب بنی ہاشم:- نبوت کے ساتویں سال اہل مکہ نے رسول کریمؐ اور ان کے خاندان کے افراد کو شعب بنی ہاشم میں محصور کر دیا اور ان سے معاشرتی مقاطعہ کا اعلان کر دیا۔ شعب بنی ہاشم، جبل ابی قبیس کے ایک درّہ کا نام تھا جسے عام طور پر شعب ابی طالب کہتے ہیں۔ یہ مقام بھی مکہ سے منیٰ جانے والی سڑک پر دائیں جانب واقع ہے۔ آنحضرت اور ان کے ساتھی تین برس تک اس جگہ محصور رہے۔ اسے خیف بھی کہتے ہیں۔

طائف:- مکہ کے جنوب مشرق میں ایک بستی تھی۔ موجودہ بستی اس سے ڈھائی تین میل کے فاصلے پر جنوب مغرب کی طرف آباد ہے۔ اس مقام پر بنو ثقیف رہتے تھے۔ رسول کریمؐ انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے یہاں تشریف لائے تھے۔ بنو ثقیف کی یہ قدیم بستی بھی موجودہ طائف کا حصّہ شمار ہوتی ہے۔ آپؐ مکہ سے روانہ ہوئے اور شرائع، وادی ثنیہ، جبل کرا، وادی ھدّہ اور وادی محرم سے ہوتے ہوئے طائف پہنچے۔ مکہ سے طائف جانے والا موجودہ پختہ راستہ اس قدیم راستہ سے ہٹ کر منیٰ، مزدلفہ، عرفات، عین زبیدہ اور شداد سے ہو کر جبل کرا کے پاس قدیم راستہ سے مل جاتا ہے۔ طائف کی قدیم بستی میں دو چھوٹی مسجدیں۔ مسجد علی اور مسجد الحبشی موجود ہیں۔ طائف کے اوباشوں نے جب آپ کو پتھروں سے زخمی کیا تو آپ آرام فرمانے کی غرض سے اس جگہ ٹھہرے جہاں مسجد الحبشی واقع ہے۔ مسجد علی کو مسجد عداس بھی کہتے ہیں۔

؎ - سیرت ابن اسحاق۔ مسند احمد بن حنبل بحوالہ "حیات محمدؐ" از محمد حسنین ہیکل مصری۔

متفرق تبلیغی مقامات :۔ رسول کریمؐ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ان اجتماعات میں اسلام کی تبلیغ کرنے کی غرض سے تشریف لے جاتے جو عرب کے مختلف مقامات پر منعقد ہوتے تھے۔ حج کے مہینوں میں اطراف سے لوگ جمع ہوتے تھے اور اسی طرح عرب کے تجارتی و ثقافتی میلوں میں بھی لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوتے تھے۔ ان تجارتی میلوں میں عکاظ، مجنّہ، ذوالمجاز اور جعاشتہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ عکاظ کا میلہ حوایا اور طائف کے درمیان عکاظ کے موقعہ پر منعقد ہوتا تھا۔ مجنّہ اور ذوالمجاز کے مقامات مکہ کے جنوب میں واقع تھے۔ جعاشتہ کا میلہ نجران کے شمال میں واقع جعاشتہ (یا عیاشہ؟) کے مقام پر منعقد ہوتا تھا۔[1] روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قس بن ساعدہ نے عکاظ میں جو مشہور خطبہ دیا تھا آنحضرت صلعم اس میں موجود تھے۔ آپؐ نے بسا اوقات مختلف قبائل کے علاقوں میں بھی جا کر اسلام کی دعوت پیش کی۔ یمامہ میں بنی حنیفہ آباد تھے۔ یہ علاقہ جزیرہ نمائے عرب کے اس حصہ میں واقع ہے جسے قبل از اسلام عروض کہتے تھے۔ عمان اور بحرین اس کے مشرق میں، حجاز اور یمن مغرب میں اور الربع الخالی جنوب میں واقع ہے۔ قبائل عرب میں سے بنی حنیفہ (بکر بن وائل کی ایک شاخ) یہیں آباد تھے۔ آنحضرت کے یہاں تشریف لانے کا خوشگوار نتیجہ برآمد ہوا اور ۸ھ میں اس قبیلہ کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی۔ آپؐ بنو غسان کے علاقہ میں بھی تشریف لے گئے۔ جزیرہ نمائے عرب کا یہ قدیم قبیلہ عرب و شام کے سرحدی علاقے میں آباد تھا، آپ اس علاقہ میں بھی تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لائے۔ ان قبائل کے علاوہ مرّۃ، فزارہ، بنو عامر، محارب، سلیم، کلب اور عذرہ وغیرہ قبائل کے علاقوں میں جانا بھی ثابت ہے لیکن جغرافیائی طور پر ان مقامات کا صحیح تعیّن مشکل ہے۔ حج کے موقعہ پر صحابہؓ کے ہمراہ مختلف لوگوں کے گروہوں میں جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ نبوت کے دسویں برس عقبہ کے مقام پر قبیلہ بنی خزرج کے چند لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر منیٰ کے مقام پر مدینہ ہی کے بہتر افراد نے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان واقعات کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔

---

[1] ابن سیدالناس کی عیون الاثر میں جعاشتہ لکھا گیا ہے۔ جبکہ سعید الافغانی نے اسواق العرب فی الجاہلیۃ والاسلام (دمشق ۱۹۳۷ء) میں اسے حباشتہ لکھا ہے۔ ان دونوں ناموں کو ایک سمجھنے کا قرینہ یہ ہے کہ اس نام یا اس سے ملتے جلتے نام کے ساتھ عرب میں کوئی اور میلہ منعقد نہیں ہوتا تھا۔

ان دونوں کا تعلق میدان منیٰ سے ہے۔ جو مکہ سے عرفات جانے والے راستہ پر تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جمرۂ عقبہ (یا جمرہ کبریٰ) کے پاس وہ مقام ہے جہاں بہتّر آدمیوں نے بیعت کی تھی۔

مکہّ سے مدینہ :- اعلان نبوت کے تیرہ سال بعد ۶۲۲ء میں آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ سیرت کی قدیم کتابوں میں اُن تمام مقامات کا تذکرہ موجود ہے جہاں سے آپ گذرے لیکن ان میں سے بعض نام اب تبدیل ہو چکے ہیں اس لئے ان کا صحیح جغرافیائی تعین مشکل ہے۔ البتہ اتنی بات واضح ہے کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے کے لئے وہ راستہ اختیار کیا جو عسفان میں سے گذر کر مدینہ جاتا ہے۔ آپ مکہ سے نکلے تو سیدھے وادی فاطمہ کی طرف جانے کی بجائے جبل ثور کی طرف آئے۔ یہ پہاڑ مکہ کے جنوب میں ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور پھر یہاں سے شُمیسی کی بستی میں گذر کر عسفان کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ راستہ آپؐ نے مصلحتاً اختیار کیا تھا۔ غرضیکہ آپ حضرت صدیقؓ کے ہمراہ غارِ ثور میں تین دن تک مقیم رہے اور چوتھے دن وہاں سے روانہ ہوئے راستہ میں عُسفان، اُملج، القدید، القضیمہ، ثنیہ المرّہ، لقفا (لفتا)، مدلجہ بطن ذی کشہ، حَداجد، اجرد رابغ، ذا سلم، عبابیب، فاجہ، عرج، ثنیہ الغائر، اور بطن ریم سے ہو کر مدینہ منورہ کی نواحی بستی قبا (عالیہ) میں پہنچے اور بنی عمرو بن عوف کے ہاں ٹھہرے۔[1] ان مقامات میں سے عُسفان، مکہ کے شمال مغرب میں عرض بلد (تقریباً) ۲۲ درجے شمالی پر تقریباً ۴۵ میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔ القدید اور القضیمہ دونوں مقامات بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل کے قریب ہیں۔ الجحفہ اور رابغ ان دونوں کے شمال مغرب میں ساحل سمندر پر واقع ہیں۔ الجحفہ ایک ویران شدہ جگہ ہے اس گاؤں کی جگہ اب رابغ نے لے لی ہے جس کے قریب ہی الخُریبیہ واقع ہے جہاں آپؐ کی والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ رابغ کا مقام آج کل بندرگاہ کا کام دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے یہ اہمیت حاصل نہ تھی۔ اس طویل سفر کے بعد آپ ۸ ربیع الاوّل ۱۳ نبوی (۲۰ ستمبر ۶۲۲ء) کو مدینہ کی بستی قبا میں پہنچے۔

قبا یا عالیہ :- مدینہ منورہ سے جنوب مغرب کی طرف تین چار میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے جسے قبا یا عالیہ کہتے ہیں۔ آنحضرت نے اس بستی میں خاندان عمرو بن عوف کے ہاں چودہ دن تک قیام فرمایا اس بستی میں آپ نے ایک مسجد کی بنیاد اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی۔ جو آج مسجد قبا کہلاتی ہے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام، جلد اول صفحہ ۱۴۷ (لاہور - ۱۹۱۵ء)

اس مسجد کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے [۱] آپ کو اس بستی کے باشندوں سے اس قدر اُنس تھا کہ آپ مدینہ سے ہر بدھ کے روز ان کے ہاں تشریف لاتے اور مسجد قبا میں نماز ادا فرماتے۔ اسی مسجد کے قریب مسجد ضرار کا مقام واقع ہے جو منافق لوگوں نے اپنی سازشوں کے لئے تعمیر کی تھی اور آنحضرتؐ کو اس میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ قرآن کریم نے اس کی سخت مذمت کی اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ اسے گرا دیا جائے [۲] چودہ دن کے قیام کے بعد آپ مدینہ جانے کے لئے روانہ ہوئے تو بنی سالم کے محلہ میں جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا۔ یہیں آپ نے نماز ادا کی اور پھر آگے روانہ ہوئے۔

جبل سلع :۔ یہ بلند پہاڑ مدینہ منورہ کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ آنحضرتؐ قبا سے چل کر مدینہ کے قریب پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے اس پہاڑ کے دامن میں آپ کا استقبال کیا۔ اسی پہاڑ کی بلندیوں پر مدینہ کی عورتوں نے استقبالیہ گیت گائے جن میں ثنیۃ الوداع کا ذکر اکثر آتا ہے۔ یہ ایک ٹیلے کا نام ہے جہاں مدینہ کے لوگ اپنے مہمانوں کو الوداع کہنے کے لئے آتے تھے۔ جبل سلع اور اس کے قریب واقع ان ٹیلوں ـــــ ثنیۃ البول، ثنیۃ الجابر اور ثنیۃ مروان ـــــ پر ایک آنے والے رسول کے لئے گیت گانے کا ذکر یسعیاہ نبی کی کتاب میں بھی ہے [۳]

مدینہ منوّرہ :۔ رسول کریمؐ مدینہ (یثرب) کے چشم براہ باشندوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر مکہ کے شمال میں ساحل سمندر سے کچھ فاصلہ پر طول بلد ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ مشرقی اور عرض بلد ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ شمالی پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام یثرب تھا۔ رسول کریمؐ کی آمد پر مدینۃ النبیؐ مشہور ہوا۔ قدیم زمانے میں یہاں عمالیق آباد تھے [۴] اور طلوع اسلام کے وقت اس شہر میں یہودیوں کے بعض قبائل کے علاوہ اوس و خزرج کے باشندے آباد تھے جو تاریخ اسلام میں انصار کے نام سے مشہور ہوئے جدّہ سے مدینہ کا فاصلہ ۲۶۵ میل اور مکہ سے تقریباً تین سو میل ہے۔ مدینہ میں آمد کے بعد حضورؐ نے اسلام کے وفادار ساتھیوں کی معاونت سے شہر کے عین وسط میں مسجد تعمیر کرائی۔ ہجرت کے دوسرے

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ القرآن الکریم ۔ التوبہ ۔ ۱۰۷ - ۱۰۸

۳۔ یسعیاہ : ۴۲ - ۱۱

۴۔ اس سفر کی منزلیں یہ تھیں :۔ نقب بنی دنیا، تیفاء الخبار، میدان ابطار بن ازہر، شعب عبداللہ ۔

سال (۲۶۲۴ء) صفر کے مہینہ میں آپ ساٹھ جانثاروں کے ہمراہ بنو ضمرہ سے معاہدہ کرنے کے لئے تشریف لائے یہ قبیلہ ابواء کے مقام پر آباد تھا جسے ودّان بھی کہتے ہیں۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ تقریباً ۱۲۵ میل ہے۔ ابواء سے واپس آکر تین ماہ تک مدینہ میں قیام پذیر رہے بعد ازاں جمادی الثانی (۲۶۲۴ء) میں حضورؐ دو ساتھیوں کے ہمراہ ذوالعشیرہ میں تشریف لے گئے۔ اس علاقے میں قبیلہ بنو مدلج کے لوگ آباد تھے۔ ذوالعشیرہ، عرب کی ساحلی بندرگاہ ینبوع کے قریب عرض بلد ۲۳ درجے شمالی اور طول بلد ۳۸ درجے مشرقی پر مدینہ سے تقریباً ۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں بھی آپ نے بنو مدلج سے سیاسی نوعیت کا معاہدہ کیا۔ اسی سال آپ جبل رضوی کے علاقے میں بھی گئے۔ یہ سراۃ کے پہاڑی سلسلہ کا ایک حصہ ہے جو بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ متوازی چلتا ہے۔ جبل رضوی مدینہ کے شمال مشرق میں عرض بلد ۲۴ درجے شمالی پر واقع ہے۔

اسی سال رمضان کے مہینہ میں بدر کے میدان میں اسلام اور اہل مکہ کے درمیان پہلی عام جنگ ہوئی۔ یہ میدان مدینہ کے جنوب مغرب میں ینبوع اور بر ا لشیخ کے درمیان تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر واقع ہے[1] مکہ سے مدینہ جانے والا راستہ بدر کے پاس سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس راستہ سے بدر کا فاصلہ تقریباً ۵ میل ہے۔ ینبوع سے آنے والی سڑک بدر، مفرق اور برا لشیخ کو آپس میں ملاتی ہے میدان بدر پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے جو مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے مفرق سے شروع ہوتے ہیں۔ بدر کی موجودہ بستی میدان جنگ کے مشرق میں تقریباً ½۱ میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ رسول کریمؐ اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ اس میدان میں تشریف لائے۔ جس جگہ پر آپ کے قیام کے لئے سائبان بنایا گیا تھا وہاں ایک ٹیلہ پر مسجد عریش (غمامہ) واقع ہے۔ اس بیضہ نما میدانی قطعہ کی لمبائی ۵ میل اور چوڑائی ½۴ میل ہے اس پورے علاقے کو وادی یلیل بھی کہا گیا ہے۔ اس وادی کے ریت کے ٹیکروں (SAND DUNES) کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے[2] جن کے جنوب مغرب میں جبل اصفل واقع ہے میدان بدر کی ہزیمت کے بعد ابو سفیان شتر سواروں کا ایک دستہ لے کر لوٹ مار

[1] ۔ مفرق اور مکہ معظمہ کے درمیان تقریباً ۲۰۰ میل کا فاصلہ ہے اور مدینہ یہاں سے مزید ۱۰۰ میل دور ہے۔

[2] ۔ القرآن الکریم۔ الانفال ۴۲ ۔

کی خاطر مدینہ کے مضافات تک آیا۔ اس دفعہ اس نے مکہ سے مدینہ جانے والے معروف راستوں کی بجائے نجد کی طرف کا راستہ اختیار کیا جو معروف راستوں کے مشرق میں ہے[1] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دستہ کا تعاقب کرتے ہوئے قرقرۃ الکدر تک آئے۔ یہ مقام مدینہ سے مکہ (براستہ نجد) تقریباً ۹ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہاں یہودیوں کے قبیلہ بنو غطفان اور بنو سلیم کے لوگ آباد تھے۔ یہ مقام مدینہ سے جنوب مشرق کی طرف ہے۔ بدر میں شکست کھانے کے بعد اہل مکہ کے تجارتی قافلوں نے شام جانے کے لئے بحیرہ احمر کے ساحلی راستہ کو ترک کر کے عراق و نجد کا راستہ اختیار کیا تھا لہٰذا آپ نے اس سفر کے دوران اور اس کے بعد کئی مہمیں بھیج کر پورے علاقے کے متعلق جغرافیائی اور حربی نوعیت کی معلومات جمع کیں اور اس راستہ کی ناکہ بندی کا پروگرام بنایا۔ آپ اسی پروگرام کے تحت ربیع الاول ۳ ھ (۶۲۵ء) میں تقریباً پانچ سو ساتھیوں کے ہمراہ نجد پر بنو ثعلبہ اور بنو محارب کا زور توڑنے کی غرض سے حملہ آور ہوئے نجد، جزیرہ نمائے عرب کے وسط میں ارضیاتی طور پر بلند قطعہ زمین ہے۔ جو مدینہ کے جنوب مشرق اور مکہ کے شمال مشرق میں بالترتیب تین سو اور دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

مدینہ کے شمال میں ساڑھے تین میل کے فاصلے پر جبل اُحد کے پاس ۳ ھ (۶۲۶ء) میں حق و باطل کے درمیان احد کی مشہور لڑائی ہوئی۔ جبل سلع اور ثنیۃ الوداع راستے پر پڑتے ہیں۔ لڑائی کا اصل مقام وادیٔ قناۃ میں واقع ہے۔ یہ دراصل (RIVER BED) ہے جو عموماً خشک رہتا ہے اور جبل اُحد کے جنوبی دامن سے گذر کر ینبوع کے قریب بحیرۂ احمر میں جا گرتا ہے۔ اسی وادی کے قریب جبل الرّماۃ (تیر اندازوں کی پہاڑی) اور جبل العینین (دو چشموں والی پہاڑی) واقع ہیں جن میں سے اول الذکر پہ رسول کریمؐ نے تیر اندازوں کے ایک دستہ کو متعین کیا تھا۔ دشمن کی فوج، وادی عقیق میں سے گذر کر مدینہ منورہ کے شمال میں چند میل دور زغابۃ کے مقام پر ٹھہری تھی۔ اسی مقام سے یہ فوج مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے جبل اُحد کی مغربی سمت تک آئی تھی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان مقامات کا بچشم خود جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جبل الرّماۃ اور جبل اُحد کے مابین رسول کریمؐ کے زمانہ میں یقیناً کوئی ارضیاتی آڑ موجود تھی ورنہ اس چار سو گز کے فاصلے کو تیروں کی مدد سے بند کرنا ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔[2] اسی آڑ کی جغرافیائی پوزیشن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خالد بن ولید

[1] - یہی ابو سفیان، بعد ازاں مسلمان ہوئے اُنہی کی دختر نیک اختر حضرت ام حبیبہؓ سے آنحضرتؐ نے عقد فرمایا
[2] دائرہ معارف اسلامیہ (جامعہ پنجاب لاہور) عنوان "اُحد" جلد ۲ - ص ۳۱-۳۸ -

کے دستہ نے مسلمانوں پر عقب سے حملہ کیا جس نے مسلمانوں کے لئے تشویشناک صورت حال پیدا کر دی۔ اس میں آپؐ کے دانت بھی شہید ہوئے اور آپ جبل اُحد کے اندر سو گز کی اونچائی پر ایک غار میں تشریف لے گئے۔ دندان مبارک کے شہید ہونے کی جگہ پر اب ایک مسجد موجود ہے۔ آپ اسی غار میں تشریف فرما تھے کہ ابوسفیان نے نعرہ لگا کر بآواز بلند کہا "یہاں محمد موجود ہیں"؟ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو جواب دینے سے روکا۔ تب ابوسفیان نے پوچھا "یہاں ابوبکرؓ ہیں"؟ "عمرؓ ہیں"؟ آنحضرتؐ نے بھی جواب دینے سے منع کیا۔ جواب نہ پاکر ابوسفیان نے نعرہ لگایا "ھبل کی جے"۔ اس مشرکانہ نعرہ کے جواب میں آپؐ نے عمر فاروقؓ کو واحدانیت باری تعالیٰ کا نعرہ بلند کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے فرمایا "اللّٰہ اعلیٰ واجلّ" ابوسفیان نے جواباً کہا لنا عُزّٰی ولا عُزّٰی لکم۔ کہ عُزّٰی ہماری مدد کریں گے۔ جناب فاروق اعظم نے فرمایا اللّٰہ مولانا ولا مولا لکم۔ ہمارا کارساز اللہ ہے [1] اسی پہاڑ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ھٰذا جبلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں [2] ایک اور موقعہ پر حضورؐ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ احد پر چڑھے تو فرمایا "اے جبل اُحد، تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ [3]

یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے لوگ مدینہ کے جنوب مغرب میں پانچ میل کے فاصلے پر بنو نضیر نامی بستی میں آباد تھے۔ غزوہ احد اور حمراء الاسد تک ابوسفیان کی فوجوں کے تعاقب سے فارغ ہو کر آپؐ یہودیوں کی اس بستی میں تشریف لائے۔ بات چیت کے ذریعے حالات کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن یہودی برابر شرارت بازی پر تلے رہے۔ بالآخر آپؐ نے اس بستی کا محاصرہ کر لیا۔ تب یہودیوں نے صلح کی پیشکش کی۔ جسے اس شرط پر منظور کیا گیا کہ وہ

---

[1] ۔ صحیح بخاری۔ غزوۂ اُحد۔ واضح رہے کہ عُزّٰی ایک بت کا نام تھا جو عُزّٰی نامی ایک بزرگ کی شکل پر بنایا گیا تھا۔ اہلِ عرب اس پر نذر و نیاز چڑھاتے تھے (القرآن۔ سورہ الزمر۔ نیز صحیح بخاری۔ تفسیر سورہ نجم و سورہ نوح)۔

[2] ۔ صحیح بخاری کتاب ۶۴۔ باب ۵۴۔

[3] ۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ جلد ۴۔ ص ۱۹۷ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ،

مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ اس کے بعد آپ نے نجد کے حالات کی طرف توجہ فرمائی۔ مدینہ سے نکالے جانے والے یہودیوں کی سازش یہ تھی کہ نجد کے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر نیا فتنہ کھڑا کیا جائے۔ آپ ایک دستہ کے ہمراہ نخل کے مقام تک آئے۔ چند روز قیام کیا اور پھر واپس تشریف لائے۔ اسی سال (۴ ہجری) میں آپ ابوسفیان کے متوقع حملہ کے پیش نظر ایک بار پھر بدر تشریف لے گئے۔ آٹھ روز کے قیام کے بعد واپس آئے۔

مدینہ سے تقریباً ۹۰ میل کے فاصلے پر قدید کے نواح میں مریسیع کے مقام پر خزاعہ کی ایک شاخ بنی مصطلق کے لوگ آباد تھے۔ رسول کریمؐ ان سے نبٹنے کے لئے ۲ شعبان ۵ھ (۶۲۷ء) کو روانہ ہوئے اور چند دن کے قیام کے بعد کامیاب واپس لوٹے۔

بار بار کی ناکامیوں کے بعد عرب کے قبائل نے ۶ھ (۶۲۸ء) میں متحد ہو کر مدینہ پر یلغار کی۔ رسول کریمؐ اور ان کے وفادار ساتھیوں نے کمال جرأت و پامردی کے ساتھ اس یلغار کو ناکام بنایا۔ آپ نے صحابہؓ کے مشورہ سے ایک خندق کھدوائی جس نے مدینہ منورہ کے دفاع کو بہت زیادہ مضبوط بنا دیا۔ دشمن کی فوجوں نے وادی قناہ اور جبل اُحد کے شمال مشرق اور وادی عقیق (جو مدینہ منورہ کے مغرب میں واقع ہے) کی اطراف میں پڑاؤ ڈالا۔ مسلمانوں نے بیس دن میں دیار بنی عبدالاشہل سے لے کر وادی مہزور اور وادی رانونا کے سنگم تک ۵ گز گہری خندق کھودی۔ یہ خندق وادی بطحان کو عبور کر کے وادی العقیق کے پاس سے خم کھا کر دوبارہ وادی بطحان کو کاٹتی ہوئی جبل عسیر کی طرف آتی تھی۔ آپ نے خندق کی کھدائی کی نگرانی جس مقام سے کی تھی وہاں اب مسجد ذُباب (ذوباب) واقع ہے۔ یہ مسجد جبل سلع کے ایک ٹیلے پر واقع ہے۔ جب کفار کا محاصرہ شروع ہوا تو آنحضرت نے اپنا خیمہ وادی بطحان کے کنارے قائم کیا اس مقام پر اب مسجد الفتح موجود ہے۔

حدیبیہ:۔ ہجرت کے چھٹے برس (۶۲۸ء) رسول کریمؐ تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کا مقصد عمرہ ادا کرنا تھا لہٰذا قربانی کے جانور وغیرہ ہمراہ لئے۔ اس دفعہ آپ نے وہ راستہ اختیار کیا جو عسفان سے وادی فاطمہ کی طرف آنے کی بجائے حدیبیہ میں سے ہو کر مکہ معظمہ تک جاتا ہے۔ حدیبیہ کی قدیم بستی کی جگہ اب شمیسی نام کی بستی موجود ہے۔ مکہ سے اس کا فاصلہ دس میل اور جدہ سے تیس میل ہے۔ یہ بحیرہ احمر کے ساحلی میدانوں میں واقع ہے۔ اسی مقام

پر کفار مکہ سے ایک معاہدہ طے پا گیا جس کے مطابق نبی اکرمؐ مسلمانوں کے ہمراہ واپس تشریف لائے بیعت رضوان کا تعلق اسی مقام سے ہے۔ ؎۱

خیبر :- مدینہ کے یہودی قبائل خیبر میں آنے کے بعد بھی شرارتوں سے باز نہ آئے تھے۔ لہٰذا آنحضرتؐ نے حدیبیہ سے واپسی پر ان کا مکمل استیصال کرنے کا فیصلہ کیا۔ مدینہ کا خیبر سے فاصلہ تقریباً ۸۰ میل ہے اور یہ علاقہ مدینہ سے شمال کی طرف بہت سی سر سبز وادیوں میں گھرا ہوا ہے۔ نبی اکرمؐ نے حربی جغرافیہ (MILITARY GEOGRAPHY) کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مدینہ سے خیبر جانے والے معروف راستہ کی بجائے ایک دوسرا راستہ اختیار فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کی فوجی طاقت جغرافیائی طور پر حصوں میں بٹ گئی جن کا آپس میں کوئی رابطہ نہ رہا۔ اور یہودیوں کے تمام قلعے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔

وادی القریٰ :- مدینہ کے شمال مغرب میں خیبر اور تیما کے درمیان وادی القریٰ واقع ہے۔ قرآن کریم نے تذکرہ ثمود میں اس وادی کا ذکر بھی کیا ہے۔ قدیم زمانے میں یہاں ثمود بستے تھے اور طلوع اسلام کے وقت یہاں بعض یہودی قبائل آباد تھے۔ تیما اور خیبر کے مغرب میں فج الناقہ نامی مقام واقع تھا جسے اب مدائن صالح کہتے ہیں اسی کے قریب العلا نامی بستی ہے۔ انہی علاقوں میں حضرت صالحؑ کی قوم۔ ثمود۔ آباد تھی۔ جس کے دار الحکومت۔ حجر۔ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ آنحضرتؐ خیبر کی مہم سے فارغ ہوئے تو اسی علاقے میں تشریف لائے۔ یہاں کے قبائل نے صلح کر کے اطاعت اختیار کر لی۔

گذشتہ برس کے معاہدہ۔ صلح حدیبیہ کے تحت آپ ۷ ہجری (۶۲۹ء) میں عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مکہ سے آٹھ میل دور بطن یاجج میں پہنچے تو آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار یہیں چھوڑ دیں کیونکہ معاہدہ میں یہی طے ہوا تھا کہ مسلمان اپنے ساتھ ہتھیار مکہ میں نہ لائیں گے۔ بطن یاجج اس راستہ پر واقع ہے جو مدینہ سے براستہ عسفان جر، وادی فاطمہ (مرّ الظہران) مکہ تک جاتا ہے مگر قریش مکہ اپنی بدعہدی کے سبب حدیبیہ کے معاہدہ کو زیادہ دیر تک برقرار نہ رکھ سکے۔ قبیلہ بنی بکر نے بنو خزاعہ؎۲ پر حملہ کر کے سخت بدامنی کی فضا پیدا کر دی۔ لہٰذا نبی اکرمؐ روز روز

؎۱۔ القرآن الکریم، الفتح۔

؎۲۔ اس قبیلہ کے لوگ مکہ کے جنوب میں وتیر نامی ایک چشمے کے آس پاس رہتے تھے (یاقوت الحموی، معجم البلدان)

کی اس کش مکش کو ختم کرنے اور قریش مکہ کو بد عہدی کی سزا دینے کے لئے ۸ ہجری (جنوری ۶۳۰ء) میں مسلمانوں کے لشکر جرار کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ نے مدینہ سے چل کر پہلا پڑاؤ قدید کے مقام پر کیا۔ یہ گاؤں مکہ سے مدینہ جانے والے دو مشہور راستوں (براستہ عسفان اور براستہ جدہ) کے سنگم پر بحیرۂ احمر کے ساحل پر القفیمہ سے قدرے جنوب میں واقع ہے۔ یہاں سے چل کر مرّالظہران (وادی فاطمہ) میں پہنچے۔ یہ مقام عسفان اور مکہ کے درمیان سات آٹھ میل کے فاصلے پر بسمت شمال واقع ہے۔ آپ نے مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر اسلامی لشکر کو مختلف حصوں میں بانٹ دیا اور ان کے راستے متعین کر دیئے۔ آپ جس راستہ سے داخل ہوئے اُسے طریق کدا کہتے ہیں جو المعلاۃ کے قبرستان کی پہاڑیوں کے درمیان سے شمال مغرب کی سمت میں ہے۔ دوسرے مشہور راستوں کے نام لیط اور اذافر ہیں۔ حجون کے مقام آپ نے اسلامی پرچم لہرانے کا حکم دیا۔ یہاں اب مسجد الرایہ (پرچم والی مسجد) واقع ہے۔ موجودہ نقشوں میں یہ مقام مکہ سے منیٰ جانے والی سڑک پر مکہ کے مضافات میں ہے۔ آنحضرتؐ شعب بنی ہاشم کے علاقے میں ٹھہرے جسے خیف بھی کہتے ہیں۔

حنین:- فتح مکہ کے فوراً بعد عرب کے دو مشہور جنگجو قبائل۔ ہوازن و ثقیف نے اسلامی لشکر سے مقابلہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ دشمن کے کمانڈر دُرید نے اپنی فوجوں کو حنین کے علاقہ میں اوطاس نامی میدان میں ٹھہرایا تھا۔ حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔ اسی علاقے میں عرب کا مشہور بازار (منڈی) ذوالمجاز لگتا تھا۔ اوطاس کا میدان دشوار گذار پہاڑیوں اور پُرپیچ وادیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار ساتھیوں کے ہمراہ شوال ۸ ہجری (جنوری فروری ۶۳۰ء) میں شرائع کے راستے یہاں پہنچے۔ حدیث کی کتابوں میں غزوۂ حنین کے ضمن میں تہامہ کی وادیوں کا ذکر آتا ہے۔ ان سے مراد اسی نشیبی علاقے کی وادیاں ہیں جو پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور حنین و طائف کے علاوہ غور اور تہامہ بھی کہلاتا ہے۔ دشمن کی متحدہ فوجیں بالآخر شکست کھا گئیں۔ نبی اکرمؐ یہاں سے فارغ ہو کر نخلیتہ الیمانیہ، قرن، ملیح اور بحرۃ الرّغا کے راستہ سے صنیقہ اور نجب میں سے ہو کر بنی ثقیف کا محاصرہ کرنے کے لئے طائف تشریف لائے۔ واپسی پر جعرانہ میں ٹھہرے جہاں بنی ہوازن کے قیدیوں کا کیمپ قائم کیا گیا تھا۔

تبوک:- عالم عرب کا یہ مشہور و معروف مقام مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں خلیج عقبہ کے قریب

تقریباً تین سو میل کے فاصلے پر عرض بلد ۲۷ درجے شمالی اور طول بلد ۳۰ درجے شرقی پر واقع ہے۔
آنحضرتؐ رجب ۹ ہجری (نومبر ۶۳۰ء) میں تیس ہزار ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور العُلا اور مدائن صالح (حضرت صالحؑ کی قوم کا علاقہ جسے قرآن کریم میں الحجر کہا گیا ہے) سے گذر کر تبوک پہنچے۔ بعض مأخذوں میں کئی دوسرے مقامات کے نام بھی مذکور ہیں مثلاً جُرف وغیرہ۔ اسی مہم کے دوران دومتہ الجندل، ایلہ، جربا اور اذرح کے عیسائی سرداروں نے اطاعت قبول کی۔ دومتہ الجندل، دمشق سے پانچ میل کے فاصلہ پر وادی سرحان کے کنارے پر واقع ہے۔ آج کل یہ علاقہ الجوف یا الجوبہ کہلاتا ہے۔ اس کا صدر مقام الجوف یا جوف عامر نامی ایک قصبہ ہے جو ۲۹ درجے ۴۸ دقیقے عرض بلد شمالی ۳۹ درجے ۵۲ دقیقے طول بلد شرقی پر سطح سمندر سے تقریباً ۶۵۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ غزوۂ خندق سے قبل نبی اکرمؐ نے اسی علاقے میں تشریف لانے کے لئے سفر کا آغاز فرمایا لیکن پھر مدینہ کو واپس لوٹ گئے۔ اسی علاقہ میں اذرح (یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے ثالثوں کی کانفرنس منعقد ہوئی تھی) جربا اور ایلہ (خلیج عقبہ کے مشرق میں) کے مقامات واقع ہیں۔

ہجرت کے دسویں سال (۶۳۲ء) آنحضرتؐ ایک لاکھ سے زائد جانثاروں کی جماعت کے ہمراہ حج کی غرض سے مکہ میں تشریف لائے اور الیوم اکملت لکم دینکم کے ساتھ دین اسلام کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ یہ آپ کی حیات طیبہ کی آخری تقریر تھی جو آپ نے میدان عرفات میں فرمائی۔ اس سفر میں آپ نے پہلا قیام ذوالحلیفہ کے مقام پر کیا۔ جو مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے یہیں آپ نے احرام باندھا۔ بیداء کے مقام پر آپ نے توحید کے اعلان و اظہار کے لئے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔ اور پھر مکہ پہنچ کر آپ نے حج ادا کیا۔

****